قسط ۱

مولانا عبدالرشید عراقی

مشاہیر علمائے اہل حدیث کی تدریسی خدمات

امام شاہ ولی اللہ دہلوی تا مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

برصغیر پاک و ہند میں قرآن و سنت کی اشاعت، اسلام کی ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں علمائے حدیث نے جو گراں مایہ علمی و تدریسی خدمات سرانجام دی ہیں وہ ہماری تاریخ اہل حدیث کا ایک سنہری باب ہے۔ سنہ [illegible]ھ میں مولانا شاہ عبدالرحیم (م ۱۱۳۱ھ) دہلی میں مدرسہ رحیمیہ کی بنیاد رکھی۔ ان کے انتقال پر ان کے صاحبزادے حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) ان کے جانشین ہوئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے اسلام اور توحید و سنت کی جو گرانقدر خدمات انجام دیں اس سے وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو تاریخ سے نابلد ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے تحریر و تقریر کے ذریعہ توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں اپنی پوری زندگی صرف کر دی۔ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

... ہندوستان کی یہ کیفیت تھی کہ جب اسلام کا وہ اختر تاباں نمودار ہوا جس کو دنیا شاہ ولی اللہ دہلوی کے نام سے جانتی ہے۔ مغلیہ سلطنت کا آفتاب لب بام تھا۔ مسلمانوں میں رسوم و بدعات کا زور تھا۔ جھوٹے فقراء اور مشائخ جابجا اپنے بزرگوں کی خانقاہوں میں مسندیں بچھائے اور اپنے بزرگوں کے مزاروں پر چراغ جلائے بیٹھے تھے۔ مدرسوں کا گوشہ گوشہ منطق و حکمت کے ہنگاموں سے پُرشور تھا۔ فقہ و فتاویٰ کی لفظی پرستش ہر مفتی کے پیش نظر تھی۔ مسائل فقہ میں تحقیق و تدقیق سب سے بڑا مذہبی جرم تھا۔ عوام تو عوام خواص تک قرآن پاک کے مطالب و معانی اور احادیث کے احکام و ارشادات اور فقہ کے اسرار و مصالح سے بے خبر تھے۔ ۱

۱۔ مقالات سلیمان۔ ج ۲، ص ۴۴

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا وجود اس عہد میں برصغیر کے لوگوں کے لیے ایک موہبت عظمیٰ اور عطیہ کبریٰ تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے ایک طرف تو اپنے والد کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور علمائے کرام کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے استفادہ کیا جن میں چند ایک مشہور علمائے کرام یہ ہیں :-

آپ کے صاحبزادگان عالی مقام، مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ)

مولانا شاہ عبدالغنی محدث (م ۱۲۲۷ھ) مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی (م ۱۲۴۳ھ)

مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۴۹ھ)

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ عوام کو قرآن مجید کے مطالب و معانی سمجھانے کے لیے قرآن پاک کا فارسی میں فتح الرحمان کے نام سے ترجمہ کیا۔ اور حدیث سے روشناس کرانے کے لیے امام مالک (م ۱۷۹ھ) کی مشہور کتاب موطا امام مالک کی فارسی میں شرح بنام **مصفیٰ** لکھی اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ صاحب نے جو سنہری کارنامہ سرانجام دیا وہ تحقیقی فقہ کا رواج تھا۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں :

> "اب تک ہندوستان میں جو فقہ حنفی مروّج تھی وہ تمام تر فتاویٰ کی نقل در نقل کورانہ تقلید تھی۔ اور ہر وہ کتاب جس کو کسی حنفی عالم نے پہلے لکھ دیا ہو وہ استناد کے قابل سمجھی جاتی تھی اور خاص امام ابو حنیفہؒ کا مسلک بن جاتی تھی۔ حضرت شاہ صاحب نے اس تقلیدی فقہ کی جگہ تحقیقی فقہ کو رواج دیا۔ ہر مسئلہ میں وہ ہر امام و مجتہد کی مختلف رایوں اور اجتہادوں اور ان کی دلیلوں اور سندوں سے واقف تھے۔ وہ ان میں باہم تطبیق یا ترجیح دیتے تھے۔ مجتہدین کے اختلافات کے اسباب بتلائے۔ اجتہاد و تقلید کی تشریح کی اور کتاب و سنت کی اتباع و پیروی کی دعوت عام دی[1]

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے صاحبزادگان عالی مقام

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) کے چار صاحبزادے تھے۔ حضرت شاہ

[1] مقالات سلیمان ج ۲، ص ۴۶

عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی (م ۱۲۲۷ھ) حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (م ۱۲۴۳ھ) اور حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۴۹ھ)

ان میں حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی (م ۱۲۲۷ھ) نے جب سے پہلے انتقال کیا ان چاروں بزرگوں نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے انتقال کے بعد اپنا الگ الگ حلقہ درس قائم کیا۔ اور ہر ایک حلقہ درس سے بے شمار علمائے کرام مستفیض ہوئے جن کی اگر تفصیل دی جائے تو مقالہ بہت طویل ہو جائے گا۔ تاہم چند مشاہیر علمائے کرام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تلامذہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

مولانا عبدالحی بڈھانوی (م ۱۲۴۳ھ) مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) مولانا شاہ محمد یعقوب (م ۱۲۸۳ھ) مولانا شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۳ھ)

مولانا مرزا حسن علی محدث لکھنوی (م ۱۲۲۶ھ) مولانا حسین احمد ملیح آبادی ۱۲۷۵ھ مفتی صدرالدین دہلوی (م ۱۲۷۹ھ) مولانا شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) اور مولانا خرم علی بلہوری (م ۱۲۶۰ھ)

تلامذہ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی

مفتی صدرالدین دہلوی (م ۱۲۷۹ھ) مولانا فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸ھ)

تلامذہ حضرت رفیع الدین محدث دہلوی

مولانا شاہ مخصوص اللہ بن مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (م ۱۲۷۳ھ) مولانا رشید الدین خاں دہلوی (م ۱۲۴۹ھ) مولانا شاہ ابوسعید مجددی (م ۱۲۴۹ھ)

خاندان شاہ ولی اللہی دہلوی کے تلامذہ ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور برصغیر میں حدیث کی جو نشر و اشاعت ہوئی وہ اسی خاندان ولی اللہی دہلوی کے علم و کمال کا مرہون منت ہے۔

مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی

مولانا شاہ محمد اسحاق (م ۱۲۶۲ھ) حضرت

شاہ عبدالعزیز دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے شاگرد اور نواسے تھے ۱۱۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے انتقال کے بعد مسند ولی اللّٰہی دہلوی کے جانشین ہوئے - ۱۹ سال تک دہلی میں درس حدیث دیا۔ اس کے بعد ۱۲۵۸ھ میں مکہ معظمہ ہجرت کی اور ۱۲۶۲ھ میں مکہ معظمہ ہی میں انتقال کیا ؎۱

آپ کے تلامذہ میں مولانا احمد علی سہارن پوری محشی صحیح بخاری (م ۱۲۹۸ھ) اور شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) قابل ذکر ہیں۔

مولانا سیّد محمد نذیر حسین محدّث دہلوی

شیخ الکل مولانا سیّد محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۱ھ) مولانا عبدالحیؒ بڈھانوی (م ۱۲۴۳ھ) حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) کے خاندان ولی اللّٰہی دہلوی کی مسند کے جانشین ہوئے۔ مولانا عبدالحیؒ بڈھانوی اور حضرت شاہ اسمعیل شہید دہلوی نے درس و تدریس کے ذریعہ جو خدمات سرانجام دیں اس بارے میں علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں :

> "مولانا شاہ عبدالحی، شاہ عبدالعزیز کے داماد اور شاگرد خاص اور مولانا شاہ اسمعیل شہید شاہ صاحب کے بھتیجے اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی درس و تدریس کی خدمات انجام دیں لیکن زبان و قلم سے آگے بڑھ کر اپنے زور بازو سے بھی کتاب و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کے رد کی کوشش کی۔ بنگال سے لے کر افغانستان کی سرحد تک دورہ کیا۔ وعظ و نصیحت کی مناظرے کیے جمعہ و جماعت کا اہتمام کیا۔ رسوم کا ابطال کیا۔ لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اور ان مہمات کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا ؎۲

مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) کے ہجرت مکہ معظمہ کے بعد شیخ الکل مولانا السیّد محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) مسند تحدیث پر متمکن ہوئے۔ آپ نے ۶۰ سال تک

؎۱ تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۱۱۸ ، ؎۲ مقالات سلیمان ج ۲، ص ۴۵

درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا اور سینکڑوں علمائے کرام آپ سے مستفیض ہوئے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:

"دہلی میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی مسندِ درس بچھی تھی اور جوق در جوق طالبینِ حدیث مشرق و مغرب سے انکی درس گاہ کا رُخ کرتے تھے" [۱]

حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے تلامذہ میں پورے برصغیر کے علمائے کرام شامل تھے۔ اور آپ کے تلامذہ میں - - - - - - - - - بعض حضرات مسندِ تحدیث کے مالک بنے اور انھوں نے حدیث کی خدمت میں وہ تحریری کارنامے سر انجام دیئے جن کا تذکرہ ان شاء اللہ العزیز تا قیامت رہے گا۔ مثلاً"

صوبہ بہار: صوبہ بہار کے شہر آرہ میں حضرت شیخ الکل کے تلمیذ رشید مولانا حافظ ابو محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ) نے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ اپنے عہد میں اہلحدیث بہار کی یونیورسٹی تھی۔ اور اس مدرسہ میں جماعت اہلحدیث کے نامور علمائے کرام نے تدریسی خدمات سر انجام دیں۔ مثلاً:

مولانا حافظ محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ)، مولانا محمد سعید بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) مولانا عبد العزیز عظیم آبادی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا عبد اللہ درمنوی (م ۱۳۳۱ھ) اور مولانا حافظ عبد اللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ)

اس مدرسہ سے جو نامور علمائے کرام مستفیض ہوئے، ان میں مولانا شاہ عین الحق پھلواری (م ۱۳۳۳ھ) مولانا عبد الرحمٰن محدث مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ) شارح جامع الترمذی اور مولانا عبد السلام مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ) صاحب سیرۃ البخاری شامل ہیں۔[۲]

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) مولانا حافظ ابراہیم آروی (م ۱۳۲۱ھ) کے بارے میں لکھتے ہیں:

(مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی) کی درس گاہ سے جو نامور اٹھے ان میں ایک مولانا محمد ابراہیم آروی تھے جنھوں نے سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا اور مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی [۳]

---

[۱] تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱، ص ۳۶

[۲] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات۔ ص ۱۴۹

[۳] تراجم علمائے حدیث ج ۱، ص ۳۶

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی

مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) حضرت شیخ الکل مرحوم مغفور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ حدیث کی خدمت میں آپ نے جو گراں قدر علمی خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ اہلحدیث کا ایک درخشندہ باب ہے۔ امام ابوداود سجستانی (م ۲۷۵ھ) کی سنن ابی داؤد کی دو شرحیں غایۃ المقصود فی حل ابی داؤد اور عون المعبود فی شرح ابی داؤد لکھیں۔ غایۃ المقصود ۳۲ جلدوں میں ہے اور عون المعبود ۴ جلدوں میں ہے۔ امام ابوالحسن دارقطنی (م ۳۸۵ھ) کی سنن دارقطنی پر تعلیق بنام المغنی علی دارقطنی آپ کا علمی شاہکار ہے۔ آپ نے اپنے آبائی گاؤں ڈیانواں میں ایک علمی درس گاہ بنام جامعہ ازہر کی بنیاد رکھی۔ اس مدرسہ سے جو نامور علمائے کرام مستفیض ہوئے ان میں مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ) والد ماجد مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ) اور مولانا ڈیانوی مرحوم کے صاحبزادے مولانا حکیم محمد ادریس ڈیانوی (م ۱۳۸۰ھ) قابل ذکر ہیں۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ) حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ بڑے سرگرم واعظ، مناظر اور محقق تھے۔ آپ اپنے زمانہ طالب علمی میں مولانا عبدالحق حقانی (م ۱۳۳۵ھ) صاحب تفسیر حقانی جو آپ کے ہم درس تھے مناظرے کیا کرتے تھے۔ خدمت حدیث میں سواء الطریق (عربی) ۴ جلدوں میں لکھی۔ اس کتاب میں آپ نے مشکوٰۃ المصابیح میں صحیحین (بخاری و مسلم) کی جو روایات آئی ہیں وہ جمع کی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے علامہ شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) کی سیرۃ النعمان کے جواب میں حسن البیان لکھی۔ مولانا رحیم آبادی کی یہ کتاب معرکۃ الآراء تصنیف ہے۔ آپ کی اس تصنیف نے علامہ شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ) کو مجبور کر دیا کہ وہ آئندہ تحقیقی اور علمی موضوعات پر قلم نہ اٹھائیں چنانچہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے اس کے بعد تاحیات تاریخ ہی کو اپنا موضوع رکھا۔ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی دربھنگہ دھرم سرائے میں مدرسہ احمدیہ سلفیہ کی بنیاد رکھی۔ اس میں نامور علمائے کرام نے درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیے اور بے شمار علمائے کرام اس مدرسہ سے مستفیض ہوئے۔

لکھوی خاندان لکھوی خاندان کے سربراہ حافظ بارک اللہ (م ۱۲۸۶ھ) تھے جنہوں نے اپنی تمام زندگی علوم و معارف کی اشاعت، تدریس میں گزاری۔ وعظ و ارشاد کے ذریعہ عوام میں صحیح اسلامی اقدار پیدا کیا۔ درس و تدریس آپکا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ آپ کے صاحبزادہ حافظ محمد لکھوی (م ۱۳۱۱ھ) نے ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۶۰ء لکھو کے ضلع فیروزپور میں اپنے صاحبزادہ مولانا محی الدین عبدالرحمن (م ۱۳۱۲ھ) کے تعاون سے مدرسہ محمدیہ کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ اس مدرسہ میں جن نامور علمائے کرام نے تدریسی خدمات سرانجام دیں اُن میں چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں

مولانا حافظ محمد لکھوی (م ۱۳۱۱ھ) مولانا محی الدین عبدالرحمن لکھوی (م ۱۳۱۲ھ)
مولانا عطاء اللہ لکھوی (م ۱۳۷۲ھ) مولانا عبدالقادر لکھوی (م ۱۳۴۳ھ)

اس مدرسہ سے بے شمار علمائے کرام مستفیض ہوئے۔

مولانا حافظ محمد لکھوی (م ۱۳۱۱ھ) کے تلامذہ میں ولی کامل حضرت مولانا غلام نبی ربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ) کا نام بھی ملتا ہے صاحب نزہتہ الخواطر مولانا سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں۔

اسند الحدیث عن الشیخ الحافظ محمد لکھوی
صاحب التفسیر المحمدی [1]

حافظ محمد لکھوی صاحب تفسیر محمدی سے حدیث کی سند لی۔

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ) کے علاوہ مشاہیر علماء میں مولینا عبدالوہاب ملتانی (م ۱۳۵۱ھ) بھی حضرت حافظ محمد لکھوی کے شاگرد تھے۔

خاندان غزنویہ کے مولانا عبدالاول غزنوی (م ۱۳۱۳ھ) مولانا عبدالواحد غزنوی (م ۱۳۴۹ھ) مولانا عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۴ھ) مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی (م ۱۳۸۲ھ) مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ۱۴۰۸ھ اور مولانا معین الدین لکھوی علمائے لکھوی کے تلامذہ ہیں۔

غزنوی خاندان غزنوی خاندان جس کے بانی عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) تھے جن کے بارے میں مولانا سید عبدالحی

[1] نزہتہ الخواطر ج ۸، ص ۱۵۳

الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں ۔

"الشیخ الامام العالم المحدث عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی الشیخ محمد اعظم الزاھد المجاھد الساعی فی مرضاۃ اللہ المؤثر لرضوانہ علی نفسہ واھلہ و مالہ واوطانہ صاحب المقامات الشھیرۃ والمعارف العظیمۃ الکبیرۃ [1]

حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی شیخ تھے امام تھے۔ عالم تھے زاہد تھے مجاہد تھے۔ رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان، اپنا گھر بار، اپنا مال اپنا وطن سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ علمائے سو کے خلاف ان کے معرکے مشہور ہیں۔

مولانا سید عبداللہ غزنوی نے حدیث کی تعلیم شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حاصل کی تکمیل تعلیم کے بعد امرتسر کو اپنا مسکن بنایا اور ایک دینی درس گاہ مدرسہ غزنویہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں:

مولانا حافظ محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۱۳ھ) مولانا رفیع الدین بہاری (م ۱۳۳۸ھ) مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری (م ۱۳۱۰ھ) مولانا قاضی عبدالاحد خانپوری (م ۱۳۴۷ھ) مولانا عبدالحق غزنوی (م ۱۳۷۰ھ) مولانا عبدالرحمان لکھوی (م ۱۳۱۲ھ) مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) مولانا عبدالوہاب ملتانی (م ۱۳۵۱ھ) مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ)

مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) کے بعد حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) مدرسہ غزنویہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا اور آپ کے ساتھ مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ) تھے۔ مولانا عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) نے مدرسہ غزنویہ کا نام مدرسہ تقویۃ الاسلام رکھا۔ اور یہ واقعہ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء کا ہے۔

مدرسہ تقویۃ الاسلام میں قیام پاکستان ۱۹۴۷ء تک جن نامور علمائے کرام نے درس و

---

[1] نزہۃ الخواطر ج ۷، ص ۳۰۲

تدریس کی خدمات سرانجام دیں ان میں سے مشہور علمائے کرام یہ ہیں :

مولانا سید عبداللہ بن عبداللہ غزنوی (م ۱۳۰۰ھ) مولانا عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) مولانا عبدالاوّل غزنوی (م ۱۳۱۲ھ) مولانا عبدالرحیم غزنوی (م ۱۳۴۲ھ) مولانا عبدالحق غزنوی (م ۱۳۳۵ھ) مولانا عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۴۵ھ) مولانا محمد حسین ہزاروی ، مولانا ابو اسحاق نیک محمد - مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م ۱۳۸۳ھ)

مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر سے بے شمار علمائے کرام مستفیض ہوئے - چند مشہور علمائے کرام کے نام یہ ہیں :

مولانا فقیر اللہ مدراسی (م ۱۳۴۱ھ) مولانا حافظ عبداللہ روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) مولانا محمد اسماعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ) مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) [1]

مولانا احمد اللہ امرتسری

مولانا احمد اللہ رئیس امرتسر (م ۱۳۳۶ھ) نے مدرسہ تائید الاسلام کے نام سے ایک دینی درس گاہ قائم کی - اس دینی درس گاہ کے صدر مدرس خود مولانا احمد اللہ تھے - شیخ الاسلام مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری نے ابتدائی تعلیم اسی مدرسہ سے حاصل کی تھی - اور مولانا احمد اللہ مرحوم مولانا امرتسری کے پہلے استاد تھے - مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم جب تعلیم سے فارغ ہوئے تو سب سے پہلے مدرسہ تائید الاسلام میں مدرس کے استاد مقرر ہوئے اور ۶ سال تک اس مدرسہ میں الجامع الصحیح البخاری کا درس دیا - مولانا ثناء اللہ کے تلامذہ میں مشہور عالم مولوی حافظ محمد کلانوری (لکھے زئی) تھے [2]

شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی

استاذ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ) حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے تلمیذ رشید تھے حضرت عبداللہ الغزنوی

---

[1] ہندوستان میں اہل حدیث علماء کی علمی خدمات ص ۱۷۴ / ۱۷۵

[2] ایضاً ص - ۱۷۷

(م ۱۲۹۰ھ) سے بھی مستفیض ہوئے۔ تکمیل تعلیم کے بعد وزیرآباد کو اپنا مسکن بنایا اور درس و تدریس میں اپنی زندگی وقف کردی۔ آپ نے اپنی زندگی میں ۸۰ مرتبہ صحاح ستہ پڑھایا۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ یہاں صرف آپ کے اُن تلامذہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا شہرہ ازقاف تابہ قاف پہنچا۔

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری صاحب تفسیر القرآن بکلام الرحمان (م ۱۳۶۷ھ) مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب تفسیر واضح البیان و تبصرالرحمان (م ۱۳۷۵ھ) مولانا فقیر اللہ مدراسی نیپالی (م ۱۲۷۹ھ) مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۴۴ھ) والد ماجد مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) مولانا عبدالقادر لکھوی (م ۱۳۴۲ھ) و شیخ الحدیث محمد اسماعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ)

استاذ پنجاب کے انتقال کے بعد شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) کے تلمیذ مولوی حافظ محمد کالا نوری مرحوم اس مدرسہ میں ۲ سال تک درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مولوی حافظ محمد کلانوری کے بعد مولانا عمرالدین وزیرآبادی (م ۱۳۵۸ھ) مولانا حافظ عبدالمنان مرحوم و مغفور کے جانشین ہوئے۔ اور اپنی ساری زندگی اس مدرسہ میں درس و تدریس میں بسر کردی۔ آپ سے بے شمار حضرات مستفیض ہوئے۔ مشہور تلامذہ میں مولوی حکیم عبداللہ نصر سوہدروی (م ۱۳۹۶ھ) اور مولوی حافظ محمد یوسف سوہدروی خلف الصدق مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی قابلِ ذکر ہیں۔

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی و مولانا عبدالحمید سوہدروی

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ) نے حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حدیث کی سند و اجازت حاصل کی تھی۔ اور عارف باللہ مولانا سید عبداللہ الغزنوی م ۱۲۹۸ھ سے بیعت کی تھی۔ مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۳۱ھ) نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار مولانا غلام نبی الربانی (م ۱۳۴۸ھ) سے حاصل کی تھی بعدازاں استاذِ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) سے

صحاح ستہ پڑھا۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ استاد پنجاب مرحوم ڈمنفور کے داماد بھی تھے۔ مولانا عبدالحمید نے حدیث کی سند مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حاصل کی تھی۔

حضرت مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) اور علامہ حسین بن محسن انصاری (م ۱۳۲۷ھ) سے بھی مستفیض ہوئے تھے۔

مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۴۰ھ) نے سوہدرہ میں ایک دینی درسگاہ قائم کی۔ اس درسگاہ کے استاد مولانا غلام الربانی اور مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم تھے۔ اس مدرسہ کے مشہور فارغ التحصیل علمائے کرام درج ذیل ہیں۔

مولوی ابوالبشیر مراد علی کھٹوروی سوہدروی (م ۱۳۸۸ھ) مترجم کتاب الوسیلہ امام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) مولوی نظام الدین کھٹوروی م ۱۳۳۵ھ) مولوی ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدروی (م ۱۳۸۷ھ) مولف تاریخ سکھ ذئی و اسلامی اخلاق۔ مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی سوہدروی (م ۱۳۸۶ھ) مترجم و مولف تراجم علمائے حدیث ہند۔ مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) مولف رہبر کامل و سیرت ثنائی۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ) نے استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) مولانا عبدالجبار عمرپوری (م ۱۳۳۴ھ) مولانا سید عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۴ھ) مولانا مفتی محمد حسن امرتسری (م ۱۳۸۶ھ) اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) سے جملہ علوم اسلامیہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔

۱۳۳۹ھ میں آپ نے گوجرانوالہ میں جامعہ محمدیہ کی بنیاد رکھی۔ جس کے صدر مدرس آپ ہی اپنی وفات ۱۳۸۷ھ تک رہے۔ اس مدرسہ سے بے شمار علمائے کرام مستفیض ہوئے۔ مشہور علمائے کرام کے نام یہ ہیں۔

مولانا محمد حنیف ندوی (م ۱۴۰۸ھ) صاحب تفسیر سراج البیان و مطالعہ قرآن و مطالعہ حدیث۔

مولانا حکیم عبداللہ خان نصر سوہدروی (م ۱۲۹۶ھ) مولانا خالد گھرجاکھی۔
مولانا پروفیسر محمد بن اسمٰعیل السلفی۔ مولانا حکیم محمود خلف محمد اسمٰعیل السلفی۔ مولانا عزیز الرحمان یزدانی برادر اکبر مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید

بقیہ ایک احمقانہ مطالبہ

او یجعل عند مسجد او علاء او یکتب علیہ و یکرہ الآجر ان یبنی بہ او یدخلہ القبر وھو قول ابی حنیفہ ص۴۵

ہمیں امام ابوحنیفہ نے اپنے استاد حماد کے واسطہ بتایا کہ ابراہیم نخعی نے کہا کہ ہمارے دور کے علماء کہتے تھے کہ قبر کو اتنا بلند کرو جس سے یہ پتہ چل سکے کہ یہ قبر ہے تاکہ لوگ اسے پامال نہ کریں۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے اور ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں کہ قبر سے نکلنے والی مٹی سے زائد اس پر کسی چیز کا اضافہ کیا جائے۔ یا اس کی لیپا پوتی کی جائے۔ اور ہم حرام سمجھتے ہیں کہ اس کے پاس مسجد یا مینار تعمیر کیا جائے۔ یا اس پر لکھا جائے۔ اور یہ بھی ناجائز ہے کہ قبر کو پکی اینٹ سے بنایا جائے۔ یا قبر کے اندر پکی اینٹ لگائی جائے۔

اور امام ابوحنیفہ کا موقف بھی یہی ہے۔

امام ابن حزم اپنے المحلی میں لکھتے ہیں :۔ ولا یحل ان یبنی القبر ولا ان یجصص ولا ان یزاد علی ترابہ شیئ ویھدم کل ذلک ج ۵ ص۳۳

یہ جائز نہیں ہے کہ قبر تعمیر کی جائے یا اس کو چونا گچ کیا جائے یا اس سے نکلنے والی مٹی پر کسی چیز کا اضافہ کیا جائے۔ ان سب چیزوں کو گرا دیا جائے گا۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فرامین سے مزارات کو بنانا ناجائز قرار پاتا ہے بلکہ ان کو گرانے کا حکم دیا گیا تو کیا جو حکومت آپ کے فرامین کو عملی جامہ پہنائے وہ مبارکباد کی مستحق ہے یا اس کی کہ اس پر تبرا کیا جائے؟ اور اس کو مورد طعن و تشنیع بنایا جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کا ناطقہ بند کریں جو شریعت اسلامیہ کی روح کے مطابق کام کرنے والوں پر اعتراض کرتے ہیں۔

کامرانی ان کے قدم چومتی۔ ساتھی ملتے رہے کارواں بنتا رہا۔ اور پوری قوت کیساتھ اپنے نصب العین کی طرف رواں دواں رہا۔ انہی حالات میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی لغزشوں کو نیکیوں میں بدل کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے اور پسماندگان کو رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے پیش نظر صبر جمیل سے نوازے ——— ابو محمد

وفات حسرت آیات!

پرچہ طباعت کے لیے پریس میں جا رہا تھا کہ اچانک اطلاع ملی چوہدری محمد یعقوب آف راولپنڈی قضاءِ الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!
مرحوم مسلک اہل حدیث سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انھیں جوارِ رحمت میں جگہ دے انکی خدمات کا بھرپور تذکرہ کسی آئندہ اشاعت میں کیا جائے گا۔ ——— ان شاء اللہ

خوشخبری

دفتروں اور گھروں کے لیے خوشنما رنگوں میں گرم اونی دریاں اور مساجد مدارس کے لیے خوبصورت رنگوں میں گرم اونی صفیں ہر سائز میں مناسب قیمت پر دستیاب ہیں۔

مساجد اور دینی مدارس کے لیے خصوصی رعایت ہوگی

ملنے کا پتہ:

حاجی محمد یوسف چغتائی پاکستان مارکیٹ کچہری بازار
گلی نمبر ۵ وکیلاں والی فیصل آباد

فون نمبر: ۲۲۰۷۴